سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ لاہور ۸۷

ام المومنین

حضرت خدیجۃ الکبریٰ ؑ

از افادات

جناب اسد العلماء مولینا السید اسد علی صاحب قبلہ

مجتہد العصر

قیمت ۴/-

maablib.org
MAAB 1431

امامیہ مشن پاکستان

کے سلسلۂ اشاعت کا ایک اور گرانقدر شاہکار "حیاتِ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ"
آپ کے زیرِ مطالعہ ہے جو خاندانِ بنی ہاشم کے مقدس تذکرے کی دوسری کڑی ہے۔ اس
سے پہلے "حیاتِ ہاشم" نامی کتابچہ اشاعت پذیر ہو چکا ہے۔

محسنۂ اسلام حضرت خدیجۃ الکبریٰ سرکارِ ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمدرد و مشفق شریکِ حیات، معصومۂ عالم سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی والدۂ گرامی ہیں۔ اس مقدس بی بی کی عظمت و جلالت کے کیا کہنے جنہوں نے سب سے پہلے آنحضرتؐ کی تصدیق فرمائی اور نہ صرف اپنی بے [illegible] زر و دولت کو اسلام کے نام پر قربان کیا بلکہ آپ کی دل سوزی، اخلاق و مروت، ایمان و استقلال سے اسلام کو بڑی تقویت حاصل ہوئی۔ صاحبِ ثروت و متمول ہونے کے باوجود شعبِ ابوطالب میں بے پناہ مصائب برداشت کیے اور یہ شرف بھی حضرت خدیجہؑ ہی کو حاصل ہوا کہ خداوند تعالیٰ نے ان کو سیدۂ کونین جیسی جلیل القدر بیٹی سے سرفراز فرمایا۔ جن سے آلِ رسولؐ کا سلسلہ وابستہ ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اسلام نام ہے حضرت خدیجہ کے تمول حضرت ابوطالبؑ کے ایثار اور آلِ ابوطالبؑ کی قربانیوں کا۔ اگر یہ حضرات نہ ہوتے تو یقیناً اسلام، اسلام نہ ہوتا۔

ہماری قوم کی ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کو اس کتابچہ کا مطالعہ کر کے اپنی زندگیوں کو اسی سانچہ میں ڈھالنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ آج جبکہ طبقۂ نسواں نام نہاد آزادی کے دامِ تزویر میں پھنسا ہوا ہے مخدراتِ اسلام کا تذکرہ ہی ان کو راہِ ہدایت کی رہنمائی کر سکتا ہے۔ زنانہ مجالس میں اس کتابچہ کی مفت تقسیم بطور تبرک بہترین نتائج کی حامل ہو سکتی ہے۔ دیکھیے کون کون اس کارِ خیر کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

الداعی الی الخیر

جنرل سیکرٹری امامیہ مشن پاکستان اردو بازار لاہور ۲

(مطبوعہ: تعلیمی پریس لاہور)

maablib.org

۱۳۱۴۸

حیاتِ امّ المومنین جناب خدیجۃ الکبریٰ ؑ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین واٰلہ الطاہرین ○

نام و نسب

ملکۂ اسلام کا اسم مبارک خدیجہؑ ہے اور کنیت ام ہند ہے، یہ خوش قسمت خاتون اور منتخب روزگار ذات بی بی شرفاء قریش کے ایک ممتاز خاندان سے تھیں پانچویں پشت میں سلسلۂ نسب جناب رسالت مآبؐ سے مل جاتا ہے۔ ابن سعد لکھتے ہیں کہ اس وقت ان کا درجہ نسبی شرافت کے لحاظ سے قریش میں بلند تھا۔

ملکۂ اسلام کے مالی حالات

ابن ہشام اور طبری نے ثروت کے متعلق کہا ہے کہ جناب خدیجہ تاجرہ تھیں بے پناہ ثروت کی مالک تھیں۔ یہ حال تھا کہ تجارتی قافلہ جب شام جاتا تھا۔ تو سارے قریش کے برابر اکیلا ان کا مال ہوتا تھا۔ تجار ان کے مال سے تجارت کر کے اپنی حیثیت درست کر لیا کرتے تھے۔ غلاموں اور مویشیوں کی بھی فراوانی تھی۔ تمام متفرق

مقامات کے اونٹ مل کر اسّی ہزار سے زائد ہوتے تھے۔ ہر طرف ان کی تجارت پھیلی ہوئی تھی۔ اور مصر و حبش وغیرہ کی طرف کافی سرمایہ تجارت میں لگا ہوا تھا۔ ایک ملکہ کی زندگی بسر کرتی تھیں۔ مکان اتنا وسیع تھا کہ تمام مکہ کے رہنے والوں کی گنجائش تھی۔ جس پر ریشمی شامیانے بلند رہتے تھے۔ جن میں آفتاب و ماہتاب کی طرح قندیلیں روشن رہتی تھیں۔ اور ریشمی ڈوریوں، آہنی میخوں سے جس کے حسن و بہار میں اضافہ کیا گیا تھا۔ جب اس وسیع مکان میں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا چاہتی تھیں تو کنیزیں مسند حجاب اٹھا کر منتقل کر دیتی تھیں۔ غلاموں میں میسرہ وہ تھے۔ جو اپنی مخدومہ کے کل کاروبار کے مختار تھے۔ یہ مخدرہ تمام تجار میں عظمت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھیں۔

مکہ اور قرب و جوار کے تمام تجارت پیشہ اقوام ان کے زیر اثر تھے۔ اور دست نگر۔ عادات و اوصاف کے لحاظ سے خدیجہؑ کی پاک نفسی، حسنِ اخلاق اور عام ہمدردی مشہور آفاق تھی۔ انہیں محاسن کے تاثرات تھے جو ایامِ جہالت میں آپ کا لقب "طاہرہ" مشہور ہو گیا تھا۔

رسولؐ کی طرف خدیجہؑ کی توجہ

جناب خدیجہؑ کی توجہ خداؐ کے حبیبؐ کی طرف مبذول کرانے میں تجارت کو دخل تھا۔ فکرِ معاش سے قبل ہی آبائی پیشہ نظر انتخاب میں جگہ لے چکا تھا۔ اس کی ابتدا مشترکہ سرمایہ سے حضرتؐ نے مالی کمی کی وجہ سے کی۔ کیونکہ جوانمرگ عبداللہ نہ کوئی سرمایہ چھوڑ گئے تھے، نہ ابوطالبؑ اپنی کثیر العیالی کی وجہ سے کسی قابل ذکر دولت کے مالک تھے[1]۔ مشترکہ سرمایہ کی سہولت یوں تھی۔ کہ اکثر لوگ امانتدار، ہوشیار شخص کو ڈھونڈ کر سرمایہ سپرد کر دیا کرتے تھے۔ اور منافع

[1] مولانا خواجہ محمد لطیف انصاری کی تحقیق ہے کہ حضرت ابوطالبؑ خاصے مالدار تھے۔

میں حصہ دار بنا لیا کرتے تھے۔ حضرتؐ نے اسی رائج الوقت شاہراہ کو اختیار کیا اور لوگوں نے دل سے آپ کے ساتھ معاملت پسند کر لی، کیونکہ دیانت کی مشکوکیت ہی معاملات میں سدراہ بنتی ہے۔ یہاں اس جلیل القدر بشر کے لئے یہ تجربہ ہو چکا تھا۔ کہ عبداللہ بن ابی الحملاء سے معاملت ہوئی تھی۔ کچھ باقی کے لئے یہ کہہ کر چلے آئے تھے کہ پھر آؤں گا۔ جب تین دن کے بعد یاد آیا۔ اور وہاں پہنچے تو علمبردار دیانت کو اسی جگہ یوں منتظر پایا کہ ماتھے پر شکن تک نہ تھی۔ صرف اتنا فرمایا کہ تم نے مجھ کو زحمت دی تین دن سے اسی مقام پر ہوں اسی طرح بہت سے حضرات جو رسالت کے قبل ہی نبوت کے اہم مباحث کو سمجھ چکے تھے اور ارباب صدق و صفا کا صدر مان چکے تھے۔ ایسی صورت میں کیونکر ممکن تھا کہ ازلی طہارت کے لحاظ سے قریب تر بی بی حضرت کی صفائی دیانت سے بےخبر ہو۔ چنانچہ حضورؐ مالِ خدیجہ لیکر مختلف مقامات کی طرف تشریف لے گئے۔

جرشش جو کہ یمن کا ایک مشہور شہر ہے۔ اور جہاں کا چمڑہ اور اون بڑے مشہور ہے۔ وہاں حضرتؐ مال خدیجہ لے کر دو دفعہ تشریف لے گئے۔ اور دونوں دفعہ جناب خدیجہؑ نے ایک ایک ہدیہ پیش کیا۔

خدیجہؑ کا تجارتی سامان بازارِ شام میں

ابن ہشام اور طبری ناقل ہیں۔ کہ انہوں نے حضرتؐ کی خدمت میں پیام بھیجا کہ اگر آپ میرا مال لے کر میسرہ کے ہمراہ تجارت کے لئے شام جائیں تو دوسروں سے زیادہ آپ کی بارگاہ میں نذر کروں گی اور حضورؐ کو متاع تجارت کے متعلق جزو کل کا مختار بناتی ہوں۔ لہٰذا اپنی منظوری کے مژدہ سے کمترین

کو سرفراز کریں خلق عظیم کی اشاعت کرنے والے نبی نے اس استدعا کو قبول کیا ۔ میسرہ نے اپنے یقین کو محکم کرنے کے لئے ایک ناہموار قسم کا اونٹ لاکر کھڑا کر دیا ۔ جس نے آتے ہی ، سرخ آنکھوں ، کف ریز بلبلاہٹ سے منہ زوری شروع کردی عباس بن عبدالمطلب نے اس پر اعتراض کیا ۔ حضورؐ نے اُن کو مطمئن کرنے کے لئے کچھ فرمایا ہی تھا کہ اس حیوان نے اطاعت کی پیشانی نبوت کے قدموں پہ رکھ دی اور ناصیہ سائی کر کے بول اٹھا کہ کون میری ہمسری کر سکتا ہے ۔ جب کہ میرا راکب مرسلین کی سیادت کی معراج پر فائز ہے ۔ کچھ حاضر الوقت عورتوں نے یہ دیکھا تو کہہ دیا کہ عجب سحر ہے ۔ لیکن ملکہ اسلام نے آیات بینات اور کرامات ظاہرات کے بلند لفظوں سے حقیقت کو ظاہر کر دیا ۔

اس کے بعد چلتے وقت جناب "طاہرہ" نے دوسرا ناقہ منگوایا ۔ جس کے اوصاف یہ تھے کہ سفر کی تکالیف مسافر کو محسوس نہیں ہوتی تھی ۔ اس کے بعد آپؐ میسرہ اور ناصح دونوں غلاموں کی طرف متوجہ ہوئیں ۔ اور فرمایا ۔ دیکھو ان کو میرے تمام مال پر مالکانہ حقوق حاصل ہیں ۔ تم ان پر حاکم نہیں ہو ۔ یہ تمہارے حاکم ہیں ۔ اگر یہ فروخت کرنا چاہیں تو کسی کو رد کرنے کا حق نہیں اور اگر معاملت نہ کرنا چاہیں تو کسی کو حکم دینے کی مجال نہیں ۔ تمہاری گفتگو ان کی خدمت میں حفظ مرتبت کے ساتھ ہونی چاہیے ۔ ان کے کلام پر تمہاری بات بلند نہ ہو ۔ میسرہ نے بسرو چشم منظور کرتے ہوئے کہا کہ میری مالکہ میں پہلے ہی ان کا احترام کرتا تھا ۔ اور اب آپ کا اندازہ دیکھ کر اور بھی مرتبہ شناس ہو گیا ۔

سفر کی ابتدا

خدیجہ نے حضرتؐ کو رخصت کیا ، سوار ہو کر روانہ ہوئے ۔ میسرہ اور ناصح

ہمراہ رکاب ہیں۔ تائید خداوندی کا مخصوص سر پر ہے۔ چلتے چلتے اس مقام پر پہنچے جہاں اور قبائل قریش بھی سفر کے لئے تیار بیٹھے تھے۔ اور کچھ لوگوں کا انتظار تھا۔ یہاں اتر کر ایک سوال سامنے آگیا۔ کہ ان کڑے کوسوں کے لئے پیشرول کا انتخاب لازم ہے۔ اس کے محرک مطعم بن عدی تھے۔ سب نے ہمنوائی کی لیکن انتخاب میں اختلاف رونما ہوا۔ بنی مخزوم نے رائے دی کہ عمر بن ہشام مخزومی کو قافلے کا سردار بنایا جائے بنی عدی نے کہا کہ نہیں ہم اپنے سردار مطعم بن عدی کو یہ منصب دیں گے۔ بنی نضر نے کہا کہ ہم نضر بن حارث کو اپنا سردار بنائیں گے۔ بنی زہرہ نے اپنے لیڈر اصیمہ بن جلاح کے لئے تحریک کی۔ بنی لوی نے ابوسفیان کی قیادت پسند کی۔ بنی ہاشم اور میسرہ نے یتیم عبداللہ پر نگاہیں جمادیں۔ بس یہ تیور ابوجہل کو کھل گئے کہنے لگے۔ اگر ایسا کرو گے تو میں اپنے شکم کو اسی تلوار کا غلاف بنا دوں گا۔ حمزہ شیر خدا کو طیش آگیا۔ قبضۂ شمشیر تھام کر فرمایا اے کمینہ خدا تیرے ہاتھ پاؤں قطع کر کے آنکھوں کو بھی بے نور کر دے۔ بات اس حد تک پہنچی تھی۔ کہ رحمت کی نسیم چلی۔ خلق عظیم کی کلی نے مسکرا کر فرمایا۔ چچا تلوار نیام میں رکھ لیجئے اور عوام کو خطاب کر کے فرمایا۔ کہ سفر کا آغاز شر سے نہ کرو۔ تم لوگ دن کے شروع حصے میں سفر کرو۔ ہم آخر میں قدم اٹھائیں گے۔ قریش اگر آگے جانا چاہتے ہیں تو جائیں۔ ابوجہل نے یہ فیصلہ سن کر تمسخرانہ انداز میں نظم کہی ہم اس جہالت کے ترانے کو قلم انداز ہی کرنا بہتر سمجھتے ہیں

قریش چل کھڑے ہوئے۔ مکہ سے دور نکل آئے "وادی ابواہ" میں اترے یہ مقام حجاز کے چشموں کا مرکز تھا اور طوفانی سیلابوں کی آماجگاہ، ان لوگوں نے ادھر بارِ سفر کھولے اِدھر بارانی بادلوں نے بھی اسی مرکز پر آنکھیں جمادیں۔ نبیؐ رحمت نے مشیت کے اوراق کا مطالعہ کر کے فرمایا۔ کہ اس وادی میں

رکنے والوں کے لئے خوف معلوم ہوتا تھا۔ کہ سیلابی چادر انہیں چھپالے ان کی گراں قدر پونجی خس وخار بن کر بہ جائے۔ میری رائے پر عمل کرنا ہوتو پاس والے پہاڑ پر چڑھ چلیں۔ عباس نے تائید کی۔ ہمہ گیر رحمت نے اعلانِ عام کر دیا کہ بارِ سفر پہاڑ کے دامن میں منتقل کر دیا جائے ورنہ سیل کا طوفان اس کو بہالے جائے گا۔ سب نے تعمیل کی صرف ایک شخص بنی جمح کا ایسا تھا کہ فرزندِ نوحؑ کی طرح مخالفت پر اڑا رہا کہنے لگا کہ بغیر کچھ دیکھے ایسی بزدلی کا مظاہرہ ہو رہا ہے۔ تم لوگوں نے کیا دیکھا جو بھاگے جاتے ہو۔

آب وحی سے دھلی ہوئی زبان کے نکلے ہوئے الفاظ بے معنی نہیں ہو سکتے تھے۔ قدرت مسموعات کو مشاہدات کے خانے میں جگہ دینے لگی۔ کوتاہ اندیشوں کو طوفان کا مفہوم سمجھانے کے لیے رعد و برق کے سے لاتعداد مرادفِ الفاظ خطیبِ ازل نے سنانا شروع کر دیئے کہ جن ترنم خیز نغموں کو سنتے ہی وادی کا پیمانہ سرشار ہو کر دنیائے انسانیت کے نام یہ پیام لے کر بہ نکلا کہ یتیم عبداللہ کی قیادت کا پھریرا قبیلہ دارانہ اختلافات سے بہت بلند ہے۔

مصعب جمعی اور اس کا مال و متاع نقش برآب ہو کر رہ گیا۔ طوفان بڑھتا گیا۔ پانی سر سے اونچا ہوتا گیا۔۔۔۔ دو چار دن سیلاب تھمنے کے انتظار میں گذر گئے۔ ظاہری حالات کا مطالعہ کرتے ہوئے میسرہ نے کہا کہ یہ طوفان ایک ماہ تک رکتا نظر نہیں آتا۔ یہاں قیام کرنے کی صورت میں زادِ راہ ختم ہو جانے کے بعد ہلاکت کے سوا کیا ہے۔ میرا خیال ہے۔ کہ مکہ واپس چلیں۔ لیکن آشنائے رازِ پیغمبرؐ نے یہ مشورہ

پسند نہیں کیا۔ عالم رویا میں لوح اسرار کا مطالعہ کیا۔ کسی کو کہتے سنا کہ محمدؐ فکر نہ کرو۔ کل یاس کی بدلی چھٹ جائے گی۔ اور امید کی صبح طلوع کرے گی۔ کل سب کو کوچ کا حکم دینا کہ نام لے کر اُٹھ کھڑے ہوں۔

مسرت کی یہ خبر سُن کر نشاط کی آنکھیں کھلیں۔ قدرت کے اشاروں پر میسرہ کو حکم دیا کہ اعلان سفر کیا جائے۔ لوگوں نے عرض کی کہ کیونکر ممکن ہے۔ کشتیوں ہی کے ذریعے سے یہ سمندر پار کیا جا سکتا ہے۔ میسرہ نے جواب میں کہا کہ میں تو بہر حال حکم کی تعمیل کروں گا۔

اب وہ وقت آگیا تھا کہ مخالفت کے ولولے سرد پڑ چکے تھے سب نے تائید کی، لوگ تیار ہوئے۔ فخر نوح آگے بڑھا، دامن سیماب پانی نے آدھی پنڈلیوں کا بوسہ لیا۔ ناخدائے انسانیت نے یہ بانگِ دہل اعلان کیا کہ نامِ خدا کے بغیر کوئی قدم رکھنے کی جرأت نہ کرے، ورنہ غرق ہوگا۔ چنانچہ ایک نافرمان بندے نے لات و عزیٰ کو خدا کے نام کا بدل بنا کر امان چاہی تھی کہ نذرِ اجل ہو گیا۔ ان حیرت انگیز کرشموں کو دیکھ کر ابوجہل اور اس کے ہم خیالوں کے کلیجوں پر سانپ لوٹنے لگا۔ لیکن اسی بار ہا منہ سے نکلے ہوئے فقرے کے سوا کیا کہتے بولے کہ "ہاں زوردار جادو ہے" مگر اسی کی جماعت نے افراد نے اس کو یہ کہہ کر نکل جانے نہیں دیا، جواب دے دیا کہ "ہشام کے بیٹے یہ جادو نہیں۔ بخدا آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر محمدؐ کا جواب ناپید ہے" اس جواب نے اس کو لاجواب کر دیا

قافلہ چلتا گیا۔ منزلیں طے ہوتی گئیں۔ ایک کنوئیں پر اترنا ہوا جو راہِ شام

کے مسافروں کے لئے فرنوگاہ تھا۔ ابو جہل نے کہا کہ بہت برا ہوگا اگر محمدؐ اس سفر سے سالم واپس ہو گئے۔ میں نے ان کا قصہ پاک کر ڈالنے کی ٹھان لی ہے۔ لیکن مشکل ہے کہ وہ پیچھے بھی اسی طرح دیکھتے ہیں۔ جیسے سامنے۔ بہر حال اپنی سعی کرنے میں کمی نہ کروں گا۔ دیکھتے جاؤ اس کے بعد اس نے ریت اور سنگریزوں سے کنویں کو پاٹنا شروع کیا اور اپنے ہم خیالوں سے کہا کہ اب جو بنی ہاشم آئیں گے تو پیاس ان کی ہلاکت کے لئے کافی ہوگی خبیثوں نے اس خبیث کا ہاتھ بٹایا اور زندگی کے چشمہ کو بے نشان کر دیا۔ انسانیت کو اپنے ہاتھوں سے پاٹ کر مسرور ہوا، کہتا ہے، دل کی مراد ملی، اس کے بعد اپنے غلام فلاح کی طرف مڑ کر کہتا ہے۔ کہ زادِ راحلہ لو اور یہ پانی کی مشک لے کر یہاں پہاڑ کے دامن میں اطمینان سے بیٹھ کر تماشا دیکھو، بنی ہاشم آرہے ہیں۔ آگے محمدؐ ہوں گے۔ پیاس کی بیتابی میں یہ کنواں تلاش کریں گے اور آخر میں ماہی بے آب کی طرح تڑپ تڑپ کر جان دیں گے تم آکر مجھ کو خبر دینا جس کے صلہ میں آزاد کر دوں گا اور تمہارے من کے موافق عقد کر دوں گا۔

یہ انتظام کر کے نحوست کا ستارہ کھسکا اور بنی ہاشم کی سواری محمدؐ کی قیادت میں پہنچی۔ بھنتے کلیجے پانی کی جستجو کی طرف مائل ہوئے چشمۂ حیات بے نشان دیکھ کر بے چینی بڑھی۔ موت کا یقین ہوا۔ بارگاہ نبوت میں عرض کی۔ فیض کا سمندر بے نشان کنویں کے پاس آیا۔ منہ اٹھا کر کچھ کہا، نبی کی دعا نے پانی کے آئینے سے غبار صاف کیا۔ اور سب تے سیر ہو کر پیا۔ مشکیں بھر لی گئیں، ابو جہل کا جاسوس یہ کرشمے

دیکھ کر روانہ ہوا۔

امید تو یہ ہو گی کہ دل کی بات کہے گا۔ لیکن دریافت کرنے پہ اس نے یہ فقرہ کہا "محمدؐ سے کد کرنے والا کامیاب نہیں ہو سکتا" یہ کہہ کر اس نے اپنی آنکھ دیکھی بیان کر دی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جہالت کا پیمانہ غیظ کے کف سے چھلک گیا۔ اور وہ غلام دربارِ شقاوت سے مطرود و مردود بنا دیا گیا۔

اس کے بعد آگے چل کر واقعہ ثعبان درپیش ہوا۔ جس میں حبیب کے کرامات ظاہر ہوئے۔ اور جناب عباس بن عبدالمطلب نے شان نبوت میں طویل قصیدہ فرمایا۔ اسی طرح پورے سفر میں آثارِ نبوت کے کرشمے اہل نظر دیکھتے رہے۔ اور رہبانِ زمانہ خراجِ عقیدت پیش کرتے رہے۔

مرکب نبوت سرزمین شام پہ پہنچا۔ اہل مدینہ اور قریش نے تیز دستی کر کے اپنا مال فروخت کر ڈالا اور خاصا نفع حاصل کیا۔ سرور کائنات کے پاس سارا مالِ خدیجہ رکھا ہوا دیکھ کر پھر غنچۂ جہالت کھلکھلایا اور کہا۔ کہ شاید ہی خدیجہ کو کبھی ایسے منحوس سفر سے سابقہ پڑا ہو۔ دیکھو تو اس کی ساری پونجی دھری ہے۔ لیکن اس کورِ باطن کی آنکھیں اس وقت کھلی ہوں گی جب صبح کو منادی کے بعد عرب ہر چہار جانب سے مالِ خدیجہ پہ ٹوٹ پڑے ہوں گے۔ اس وقت صرف خدیجہ ہی کے مال پہ سودا منحصر معلوم ہوا ہو گا۔ اور خاطر خواہ معاملت ہوئی ہو گی۔ ارباب سیر نے کہا ہے۔ کہ اس کا رنج ابوجہل کو بہت ہوا۔ جب اس نے دیکھا کہ متاع خدیجہ کا خار تک گل بن کر بک گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس سفر میں خدیجہ کو اتنا نفع ہوا۔ جو

کبھی نہ ہوا تھا میسرہ کہتا ہے۔ کہ حضورؐ کی برکت سے اس سفر میں اس قدر فائدہ ہوا کہ چالیس سال میں ہوا۔ وہ دنگ تھا آپ کی خوش نظمی اور خوش سلیقگی دیکھ کر تجارت کے معاملات میں اس نے سرکار نبوت سے ایسی خوبیوں کا مشاہدہ کیا جو کبھی سنا بھی نہ تھا۔

اس سرزمین پر نبوت کے علامات اور رسالت کے آثار کا بعض یہودیوں نے مطالعہ کر کے شمع زندگی کو گل کر دینا چاہا تھا۔ لیکن اُن کا تھوک خود انہیں کے منہ پر پڑا۔

میسرہ کے مشاہدات کے متعلق خدیجہ کا استفسار

ام المومنینؑ نے میسرہ سے دریافت کیا کہ حالات سفر بیان کرو اور محمدؐ کے بارے میں اپنی آنکھوں دیکھی سناؤ۔ اس نے اپنے تمام مشاہدات ملکہ عرب سے بیان کر دیئے کہ جس برگ و بار، شجر و حجر سے ہو کر یہ گذرے اس نے سر جھکا کر سلام نیاز پیش کیا۔ ابر برابر سایہ فگن رہا۔ راہب نے تعظیم و اخلاص کی نذر پیش کی۔ نسطور راہب نے علامات پیغمبری دیکھ کر توحید و رسالت کے کلمات کی تلاوت کی۔ اس نے بیان کیا کہ جن راہوں کو ہم مہینوں میں طے کیا کرتے تھے ان کو ایک رات میں طے کر گئے صاحب معراج کی برکت سے یہ کرامت بھی اس نے بیان کی کہ کھانے پر میں ان کے ساتھ بیٹھتا تھا اور سیر ہو کر کھا چکنے پر بھی وہ بدستور باقی رہتا تھا

آفتاب خط نصف النہار پر جب اپنا جمال دکھاتا تھا۔ تو میں دیکھتا کہ کوئی سایہ کیسے رہتا ہے۔ میسرہ نے انوار نبوت کی تجلی کا اس طرح بھی یقین حاصل کیا تھا کہ جب اس کے دو اونٹ شام و حجاز کے درمیانی میدان

میں چلتے چلتے رک گئے تھے۔ اور اس کو سوا یاس کے کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ تو حضورؐ کے ہاتھ رکھتے ہی وہ چلنے لگے تھے۔ بلکہ سب سے آگے رہتے تھے۔

اس کے علاوہ سیل کے واقعات، کنویں کے معجزات، اژدھے کی سرگزشت خرمے کے بیجوں کی زمین پر قدم رکھتے ہی ثمر خیزی، راہبوں کی خبریں اور وصیتیں بھی تفصیل وار اس نے بیان کیں۔ جن کے بعد ناممکن تھا کہ صاحبِ دل کے شوق کا پیمانہ چھلکنے نہ لگے۔ چنانچہ فرمایا کہ میسرہ تو نے میرے جذبات عقیدت کو بھڑکا دیا۔ جا جیسا تو نے میرے آزاد ضمیر کو مسرور کیا۔ میں بھی تجھ کو زوجہ اور اولاد سمیت آزاد کرتی ہوں۔ یہ دراہم کی تھیلی، دو ریاحلے اور تن آرا خلعت تیرے لئے ہیں

خدیجہؑ کی جانب سے نکاح کی تمہید

خدیجہؑ نے خود بھی حالاتِ سفر اور معاملات تجارت حضرت سے معلوم کیے اور دیکھا کہ کبھی دوسروں کے ذریعے سے اتنا نفع نہیں ہوا تھا، حوصلہ مند ملکہ نے فرمایا کہ طے شدہ رقم سے بہت زیادہ مجھے آپ کی خدمت میں نذرانہ پیش کرنا ہے۔ بلکہ حقیقت تو یوں ہے۔ کہ جو کچھ میرے پاس ہے آپ ہی کا ہے۔ خدا آپ کو نظرِ بد سے بچائے اور مقاصد میں کامیاب کرے۔ اگر حکم ہو تو ابھی حاضر کیا جائے۔ حضورؐ اکرم نے فرمایا نہیں اس وقت نہیں میں اب جا کر کچھ آرام کروں گا

حضرت حریم نبوت میں تشریف لائے۔ ابوطالبؑ نے پیشانی نور کو بوسہ دیا۔ چچاؤں کے ہالے میں نبوت کا چاند آگیا۔ ابوطالبؑ نے

پوچھا کہ خدیجہ نے کیا سلوک کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ پچا جو طے تھا۔ اس سے زائد دینے کو کہا ہے۔ ابوطالب کا سر دہ بڑھا۔ فرمایا میں نے طے کر لیا ہے کہ تمہارے لیے دو اونٹوں کا انتظام کر دوں گا۔ جن پہ تم سفر کیا کرو اور ضروریات سفر فراہم کر دوں گا۔ اور نقد کی قسم سے جو کچھ ملے گا۔ اس سے قریش کی ایک شریف زادی کا تمہاری زوجیت کے لیئے اہتمام کر دوں گا۔ پھر مجھ کو موت کی پرواہ نہ ہوگی۔ جب آئے اور جس طرح آئے بندگی نواز بھتیجے نے فرمایا آپ کو اختیار ہے

شام ہوئی آفتاب نے رات کا سفر طے کیا۔ اسلام کی مبارک صبح طالع ہوئی، گلزار نبوت کا گلاب تر آب ہوا۔ تکان کا غبار بدن کے آئینہ سے دھلا۔ فاخرہ لباس پہنے، خوشبو لگائی۔ طاہرہ کے مکان پہ تشریف لائے۔ مخدرہ نے دعائیں دی، نذر پیش کرتے ہوئے پوچھا کہ کیا آپ مجھ کو بتائیں گے کہ کون سا مصرف آپ کی نگاہ انتخاب میں اس مال کے لیئے ہے۔ حضرت[ؐ] نے فرمایا آپ کا مقصد کیا ہے طاہرہ[ؓ] نے عرض کی میرا مقصود آپ ہیں۔ لیکن بے لبس ہوں۔ اس کے جواب میں نبوت کا دہن یوں گہر ریز ہوا کہ چچا ابوطالب میرے معاملات کے مختار ہیں۔ انہوں نے یہ طے کیا ہے۔ کہ میرے کاروبار کے لیے دو اونٹوں اور دو راحلوں کا انتظام فرمائیں۔ سیم و زر کی جو مقدار ملے اس سے مناسب شریک زندگی فراہم کریں کہ جو تھوڑے پر قناعت کرے زیادہ مجھ پہ بار نہ ڈالے طاہرہ نے تبسم آمیز انداز میں فرمایا۔ میری نظر میں ایک بھلی سی عورت ہے۔ اگر آپ پسند کریں تو میں اس کا پتہ بتاؤں، مکہ ہی کی ہے۔ آپ ہی کے قوم کی، مال، جمال، کمال،

کریں میں اپنے یہاں سے دوں گی۔

خدیجہؑ کے یہاں سے حضورؐ کی مراجعت

رسولؐ ایک اہم موضوع لے کر اٹھے۔ ابو طالبؑ کے بیت الشرف پر تشریف لائے۔ مسرت کی تحریر نبوت کے صفحہ پہ نمایاں ہے۔ ابو طالبؑ کی حساس نگاہوں نے مطالعہ کیا۔ فرمایا خدیجہ سے جو تم کو ملا میرے بھتیجے مبارک ہو۔ معلوم ہوتا ہے ان کا ابر کرم جی کھول کے تم پر برس پڑا اس کے جواب میں سرور عالمؐ نے ان کی تمناؤں کا دفتر اپنی مہر توثیق کے ساتھ ابو طالبؑ کے سامنے استصواب رائے کے لیے پیش کر دیا

ابو طالبؑ کا اظہارِ خیال

ابو طالبؑ کے کان ان خبروں سے آشنا تھے کہ سلاطین عرب رؤسا قریش، زعماء ملت، اکابر بنی ہاشم، طائف کے بڑے تجار نے ان کی طرف رغبت کی۔ لیکن انہوں نے پسند نہیں کیا۔ اور مناسب کفو تسلیم نہیں کیا لہذا آپ نے اطمینان کر لینا مناسب سمجھ کر فرمایا کہ ایسا تو نہیں کہ خوش طبعی کی بنا پہ خدیجہ نے یہ باتیں کی ہوں۔ حضرت نے فرمایا نہیں جو کچھ ہے عین حقیقت ہے۔ جناب صفیہ تشریف فرما تھیں فرمانے لگیں کہ میرا دل کہتا ہے کہ میرا بھتیجا درست کہہ رہا ہے اور یہ معاملہ حقیقت پہ مبنی ہے اچھا میں جاتی ہوں اگر مزاح ہوگا تو معلوم ہو جائے گا

خدیجہؑ کے یہاں صفیہ کی آمد

ضروری تبدیلی کر کے جناب صفیہ تشریف لے چلیں۔ ابھی منزل دور تھی

کہ کچھ کنیزوں نے پہلے جا کر خدیجہؑ کو اطلاع دی کہ امیر حرم عبدالمطلبؑ کی صاحبزادی منتخب روزگار بی بی جناب صفیہ تشریف لا رہی ہیں۔ بی بی خدیجہ آرام گاہ کی طرف مائل تھیں یہ خبر سن کر تخلیہ کی گفتگو کا انتظام کیا۔ صفیہ آ گئیں، خدیجہ مراسم پیشوائی بجا لائیں۔ ایک جگہ قدم الجھا تھا۔ کہ یہ فقرہ صفیہ کے گوش زد ہوا۔ "اے محمدؐ تمہارا مخالف کبھی سرسبز نہ ہوگا" صفیہ کا یقین بڑھا۔ خدیجہ نے دستر خوان آراستہ کیا۔ جناب صفیہ نے فرمایا کہ میں اس وقت اس لئے حاضر ہوئی ہوں کہ آپ سے دریافت کروں کہ جو کچھ آپ نے میرے بھتیجے سے فرمایا صحیح ہے، طاہرہ نے فرمایا ہاں بالکل درست ہے۔ میں نے ان کو اپنے لئے پسند کیا ہے۔ اور مہر کی ذمہ داری لی ہے۔ جو کچھ وہ کہتے ہیں۔ عین حقیقت ہے اب صفیہ کا اطمینان دل کی تہ سے ابھر کر تبسم کی صورت میں نمایاں ہوا۔ فرمایا خدیجہ تم اپنی محبت سے معذور ہو۔ کیونکہ تمہارا منتخب کردہ دراصل ہر حیثیت سے یکتائے روزگار ہے۔ اس کے بعد آپ نے کچھ اشعار فی البدیہہ ارشاد فرمائے۔ جس میں عرب کے عموماً اور سرور کائناتؐ کے خصوصاً فضائل نشر کیے گئے ہیں۔

صفیہ کی واپسی

جناب صفیہ اطمینان کی دولت لے کر چلنے لگیں تو طاہرہ نے خواہش کی کہ ذرا رک جائیں اور ایک بیش قیمت خلعت نذر کیا۔ معانقہ کیا جس کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ حصول مقصد میں آپ میری دستگیری فرمائیں صفیہ نے منظور کر لیا، رخصت ہو کر بھائیوں کے پاس تشریف لائیں

سب نے سرگذشت دریافت کی، جواب میں فرمایا، جو کرنا ہو کرو۔ بخدا ان کو تمہارے بھتیجے کی خود خواہش ہے۔ یہ مژدہ جاں فزا سن کر ہر دل کیف محسوس کرنے لگا۔ سوا ایک شعلہ مجسم کے جو آتش حسد میں جلنے لگا اور صفیہ کی گفتگو نے اس کو اور جلا کر خاک کر دیا۔ عباس نے پُرجوش لہجہ میں فرمایا نہ پھر دیکھتے کیا ہو۔ بات پکی کر کے انجام تک پہنچا دو۔

مقصد کی تکمیل کے لیے ابوطالبؑ کا اقدام

ابوطالبؑ اٹھے پیکرِ نور کو لباس ظاہری سے سجا، ڈاب میں تلوار لگائی کمیت کامرانی پر سوار کیا۔ مرکز کے گرد چچاؤں کا دائرہ تھا۔ سکون و وقار کے ساتھ گھرانا روانہ ہوا۔ راستہ طے ہوا۔ خدیجہ کے مکان پر جلوس پہنچا۔ کنیزوں نے مراسم تعظیم ادا کیے۔

خدیجہ کے باپ خویلد۔ جنگِ فجار سے قبل مر چکے تھے۔ چچا زندہ تھے عمر بن اسد، ابوطالبؑ نے فرمایا۔ ہمارا آنا ایک ضرورت سے ہوا ہے۔ یعنی آپ کی بھتیجی خدیجہ کی منگنی اپنے بھتیجے محمدؐ سے مقصود ہے۔ عمر بن اسد نے کہا کہ خدیجہ خود اپنے معاملات کی مالکہ ہیں اور صاحب علم و ادب ہیں جو چاہیں کریں۔ یہ جواب جناب حمزہ کو پسند نہ آیا۔ جس کے نتیجہ میں بنی ہاشم اٹھ کر چلے آئے۔ یہ خبر خدیجہ کو معلوم ہوئی۔ انہوں نے ایک کنیز سے دریافت کیا۔ اس نے بیان کیا۔ کہا کہ جاؤ میرے ابن عم ورقہ کو بلا لاؤ۔ کنیز جا کر بلا لائی۔ خدیجہ نے مراسم تعظیم ادا کیے۔ دعائیں دیں، مسئلہ زیر نظر پر گفتگو ہوئی، ورقہ نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تم عقد کرنا چاہتی ہو۔ تم سے تو بادشاہوں اور قبیلوں کے رئیسوں نے

شادی کرنی چاہی۔ لیکن تم نے پسند نہیں کیا۔ خود مکہ کے سردار خواہش مند رہے لیکن تم نے منظور نہیں کیا۔ خدیجہ نے جواب دیا کہ مجھ کو جس میں عیب ہو نہیں چاہیئے۔ اس کے بعد کچھ امیدوار رئیسوں کے عیوب کا تذکرہ ہُوا۔ آخر ورقہ نے کہا کہ میں نے سنا ہے۔ کہ محمدؐ بن عبداللہ سے تم عقد کرنا چاہتی۔ خدیجہ نے کہا ہاں ان کے عیوب بیان کرو۔ ورقہ کتب گذشتہ کے عالم تھے۔ کہنے لگے بہتر، اور اس کے بعد کمالات بیان کرنا شروع کر دیئے۔ خدیجہ نے کہا یہ تو کمالات ہیں اسی طرح عیوب بھی بیان کرو۔ پھر ورقہ نے خوبیاں گننا شروع کر دیں۔ پھر خدیجہ نے کہا میں کہتی ہوں عیب بیان کیجئے آپ برابر ہنر کہے جاتے ہیں۔ پھر تیسری بار بھی ورقہ نے جو کچھ کہا خوبیاں ہی خوبیاں تھیں۔ آخر میں خدیجہ نے کہا کہ میں نقائص بیان کرنے کو کہتی ہوں آپ ہیں کہ خوبیاں بیان کئے جاتے ہیں۔ ورقہ نے کیا جواب دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ میری کیا مجال جو ان کے فضائل بیان کر سکوں۔ اس کے بعد حضرتؐ کی مدح نظم میں فرمانی شروع کر دی۔ خدیجہ نے کہا کہ لوگ تو کچھ عیب بیان کرتے ہیں۔ ورقہ نے کہا کہ بس یہی کہ فقیر ہیں۔ خدیجہ نے کہا یہ کوئی بات نہیں ہے اور بطور مثال کے شاعر کا شعر پیش کیا جس کے معنے یہ ہیں۔ اگر انسان میں ذاتی کمالات موجود ہیں تو پھر دولت دنیا تو ناخن کی کترن ہے —— اس کے علاوہ میری یہ دولت کس کی ہے۔ مجھے تو وہ بہت محبوب ہیں، امیر ہوں یا فقیر۔ ورقہ نے کہا پھر تمہاری سعادت کا کیا کہنا۔ ایک نبی کی زوجہ ہوگی۔ خدیجہ نے کہا میں نے خود ان کو پسند کیا ہے۔ ورقہ نے کہا اچھا اگر میں یہ کام تکمیل کو پہنچا دوں تو تم مجھ کو کیا صلہ دو گی۔ خدیجہ نے کہا میرے پاس جو کچھ ہے سب

ہے۔ اور آپ کے پیشِ نظر ہے۔ ورقہ نے کہا کہ نہیں مال دنیا کی ضرورت مجھ کو نہیں۔ بروزِ قیامت اگر تم میری کارسازی کرو اور حضرت سے میری سفارش کرو۔ تو اس سے بڑھ کر اور کیا چاہیے۔ خدیجہؑ نے کہا کہ بسر وچشم میں تیار ہوں۔

یہ دل نواز جواب سن کر ورقہ اٹھے۔ اور اپنے چچا عمر بن اسد کے پاس آئے کہا کہ تم نے سادات قریش کو ناراض کر دیا، اچھا نہیں کیا۔ عمر سعد نے جواب دیا۔ کہ دو باتیں میرے پیشِ نظر تھیں۔ جن سے تامل پیدا ہوا۔ ایک تو یہ کہ عرب کے بڑے لوگوں کی درخواست مسترد کر دی گئی تو ایک تنگ دست سے عقد کرنے میں طعن وتشنیع کا خیال دوسرے یہ کہ وہ خود ان کو پسند نہ کریں گی

ورقہ نے جواب دیا کہ پہلی بات کا جواب یہ ہے کہ عرب کا ہر امیر و غریب ان سے عقد کا آرزو مند ہے۔ اور رشتہ قائم کرنا فخر سمجھتا ہے۔ دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ خدیجہؑ نے خود ان کو پسند کیا۔ اور ان کے کمالات کے سامنے سر نیاز جھکایا۔ لہذا اگر پسند کرو تو بنی ہاشم کے یہاں چلے چلو اور معاملات کو صاف کر لو۔ امید ہے کہ کسی قسم کی بدمزگی پیدا نہ ہو گی اور بگڑی بات بن جائے گی چنانچہ دونوں اٹھے اور بنی ہاشم کی جائے قیام پر آئے۔ جہاں حضرت خود چچاؤں کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ عمر بن سعد نے معذرت کی اور کہا کہ آپ لوگ جانتے ہیں کہ خدیجہؑ عاقلہ و راشدہ ہیں۔ اپنے معاملات کی مختار ہیں لہذا میرا مقصد یہ تھا۔ کہ خود اپنی رائے کا اظہار کریں۔ اب چونکہ مجھ کو معلوم ہو گیا کہ وہ خود راغب ہیں تو بہتر ہے مجھ کو کیا عذر ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے کہا کہ میں وکیل اپنے بھتیجے ورقہ کو بناتا ہوں اور خدیجہؑ کے معاملات میں اپنے اختیارات ان کو سونپتا ہوں اور آپ

لوگوں کو گواہ بناتا ہوں کہ اب مجھے کوئی اختیار نہیں ہے ورقہ نے بھی اکابر قریش کے مجمع میں اس کا اعلان کر دیا کہ خدیجہ کے معاملات میں مختار میں ہوں سب نے قبول کیا۔ پسندیدگی کا اظہار کیا کہا کہ یقیناً تم بہترین وکیل اور مناسب ترین کفیل ہو۔

خدیجہؑ کے یہاں ورقہ کی واپسی

معاملات کو اس حد تک پہنچا کر ورقہ خدیجہؑ کے مکان پر تشریف لائے جو کہ حالات سے باخبر ہونے کی منتظر تھیں۔ چہرے کی بشاشت سے جناب طاہرہ نے اندازہ کر لیا کہ خبر اچھی ہے۔ کہا کہ معلوم ہوتا ہے کامیاب ہوئے ورقہ نے جواب دیا ہاں۔ اب تمام معاملات مجھ سے متعلق کر دیئے گئے ہیں۔ تم اپنے مقصد میں کامیاب ہوئیں اٹھو اپنے انتظامات شروع کر دو۔ خدیجہ نے اسی وقت زمین عقد ہموار کرنے کا حکم دے دیا۔ اور تعمیل شروع ہو گئی ورقہ نے جناب ابوطالب کو بھی جا کر نوید مسرت سے باخبر کیا۔ اور وہ حضرات بھی اہتمامات عقد میں منہمک ہوئے

عقد کی سرگذشت

تاریخ عقد مقرر ہوئی اور ابوطالبؑ نے صفیہ کو حکم دیا کہ اپنے فرزند کو لباس فاخرہ پہناؤ۔ صفیہ نے حضرت کو غسل دیا، زلفوں میں شانہ کیا، پیراہن خلیل اللہ گلے میں ڈالا۔ عبائے قباطی دوش پر سرخ عمامہ سر پر۔ عصائے شعیب ہاتھ میں، نعلین مصری پیر میں۔ زنان قریش و ہاشم جمع ہوئیں۔ سرداران قریش برہنہ شمشیریں دوش پر رکھ کر، عبائیں ٹخنوں تک اوڑھ کر گرد و پیش، اس طرح نبوت کا آفتاب ہاشمی ستاروں کے حلقے میں منازل عقد طے کرنے چلا۔

یہ تو زمین کے پاکیزہ ترین مقام پر "انا اعطینٰک الکوثر" کی تمہید تھی ادھر بحکم خدا رضوان نے دروازہ جنت کھول دیئے۔ جنت آراستہ ہوئی، طوبیٰ نے زرد جواہر نثار کئے۔ حوروں نے لوٹا، جبرئیل لوائے حمد لے کر حاضر ہوئے۔ محمد لوائے حمد کے سایہ میں چلے، آلہی جماعت منزل مقصود پر پہنچی ورقہ اور عمر بن اسد دونوں مراسم پیشوائی بجا لائے۔ صاحب معراج کے قدموں سے مسندِ رشک عرش بنی، عمر بن اسد پہلو میں بیٹھے ابو طالب نے اٹھ کر خطبہ پڑھا جس کا مفہوم یہ ہے

"وہ خدائے بزرگ و برتر تمام تعریفوں کا حقدار ہے۔ جس نے ہم کو ذریت ابراہیم اولادِ اسمٰعیل، نسل سعد ابن عدنان، اور صلب مضر سے پیدا کیا۔ اور ہم کو اپنے بیت کا نگہبان اور حرم کا منتظم بنایا۔ ہمارے لئے ایک ایسا گھر بنایا جہاں دنیا حج کرنے آتی ہے اور ایسا حرم دیا جو سب کے لئے امان کی جگہ ہے۔ شکر ہے اس پروردگار کا جس نے ہم کو لوگوں پر حکومت عطا کی۔

میرا یہ بھتیجا محمدؐ بن عبداللہ کسی کے مقابل بھی لایا جائے۔ بھاری ٹھہرے گا فضل و کمال، شرافت و نجابت کے لحاظ سے۔

یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ دنیا چلتی پھرتی چھاؤں ہے اور تغیرات سے بہت جلد اثر لینے والی چیز ہے۔ مجھ سے محمدؐ کی جو قربت ہے وہ آپ حضرات سے مخفی نہیں۔ یہ خدیجہ سے تزویج کر رہے ہیں۔ اور یہ مقدار مہر موجل و معجل کی ادا کر رہے ہیں۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ محمدؐ کی وہ ہستی ہے جن کے لئے کوئی اہم بات اور عظیم خبر کا وقوع ہونے والا ہے۔

دولابی لکھتے ہیں کہ اس خطبہ میں جناب ابو طالبؑ نے یہ بھی فرمایا کہ گروہ قریش میں آپ لوگوں کے سامنے خاتون کریمہ خدیجہ کا خطبہ نکاح بطیب خاطر پڑھتا ہوں اور ان کے مہر معجل و موجل میں بارہ اوقیہ سونا دیتا ہوں۔

حافظ جمال الدین روضۃ الاحباب میں ابوطالبؑ کے یہ الفاظ لکھتے ہیں "خدیجہ دختر خویلد کا میں محمدؐ کی طرف سے خطبہ نکاح پڑھتا ہوں۔ اور ان کے مہر معجل و موجل میں بیس۲۰ مہار اونٹوں کی اپنی ملکیت سے دیتا ہوں"

ورقہ بن نوفل کا خدیجہؑ کی طرف سے خطبہ

عبدالباقی زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں لکھتے ہیں کہ جب ابوطالبؑ اپنا خطبہ نکاح ختم کر چکے۔ تو ورقہ بن نوفل نے تقریر کی کہ وہ خدا قابل ستائش ہے جس نے ہم کو ایسا ہی بنایا۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا اور انہیں فضائل سے سرفراز کیا جن کا آپ نے شمار کیا۔ ہم لوگ عرب کے سردار پیشوائے قوم ہیں۔ اور آپ حضرات وہ ہیں جن کے فضائل سے کسی قبیلہ کو انکار ہو ہی نہیں سکتا اور آپ کے فخر و شرف پر کسی کو حرف گیری کرنے کی جرأت ہی نہیں ہو سکتی۔

ہم لوگوں نے خود آپ سے رشتہ و پیوند کو نا پسند کیا اور آپ کے شرف میں شرکت چاہی۔ اے گروہ قریش آپ حضرات گواہ رہیں کہ میں نے خدیجہ دختر خویلد کو محمد بن عبداللہ کے ساتھ چار سو دینار مہر پر بیاہ دیا۔ یہ کہہ کر ورقہ خاموش ہو گئے تو ابوطالبؑ نے ان سے کہا کہ میری خواہش ہے کہ آپ اس تصدیق و شہادت میں خدیجہ کے چچا کو بھی شریک کر لیں۔ یہ سنکر ان کے چچا عمر بن اسد اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ اے گروہ قریش آپ حضرات گواہ رہیں کہ میں نے خدیجہ بنت خویلد کا نکاح محمدؐ بن عبداللہ سے کر دیا اور تمام صنادید قریش نے اسپر گواہی کر دی۔ اسوقت حضورؐ کی عمر پچیس سال تھی

ابوطالبؑ اور حمزہؑ کے جذبات مسرت

اس کے بعد علامہ زرقانی لکھتے ہیں کہ ابوطالبؑ بے حد مسرور ہوئے اور

فرمایا، تمام تعریف اس کارساز کی جس نے ہماری مہم سر کی اور فکر دور کی۔
جناب حمزہ نے شادمانی کا اظہار یوں کیا، کہ کھڑے ہو کر دراہم نثار کیے، اور دوسرے ساتھیوں نے بھی ان کی تاسی کی۔ اس طرح چچاؤں کے ہاتھوں دونوں طرف سے معاملات پایۂ تکمیل کو پہنچے۔ صحبت عقد برخاست ہوئی۔ راہ میں خاکدانِ جہالت نے کہا، کیا خوب عقد ہوا کہ زوجہ نے شوہر کی طرف سے مہر ادا کیا۔ شیر خدا حمزہ کو غصہ آیا، فرمایا، ہاں ہمارے گھرانے کے مرد ایسے ہی ہوتے ہیں کہ عورتیں اپنے پاس سے مہر ادا کر کے زوجیت میں آتی ہیں۔

دعوتِ ولیمہ

حضورؐ نے تمام قریش کو اس تقریب کے ذیل میں خوانِ ولیمہ پر مدعو کیا۔ سیرۃ الحلبیہ میں ہے کہ یہ پہلا ولیمہ ہے جو حضرت نے اپنے صرفِ خاص سے دیا۔
جناب خدیجہؑ کی طرف سے بھی ولیمہ کا سامان کیا گیا۔ ام المومنین نے اپنے چچا عمر بن اسد سے کہا کہ اونٹ ذبح کریں اور مع اپنے اہل وعیال کے شریک ہو کر کھانے کھلائیں۔ چنانچہ تمام لوگوں کو دعوتِ ولیمہ دی گئی۔
وہ منظر نہایت دلکش تھا جب کہ حضور ام المومنین کی دعوتِ ولیمہ میں تشریف لائے فریقین کے قلبی مسرت کا عالم قابلِ دید تھا۔ صاحب منتقی لکھتے ہیں کہ جب اس دعوت میں حضور تشریف لائے تو حاضرین کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں خصوصاً ابوطالبؑ کو سب سے زیادہ مسرت ہوئی۔

رخصتی کی سرگذشت

ام المومنینؑ کے یہاں اسباب جہیز درست ہونے لگا۔ طائف سے اہلِ حرفہ بلائے

گئے۔ کنیزوں کے لیے طلائی زیور بنا۔ سونے چاندی کی مرصع کار ہو جیسی تیار ہوئی
جوڑے قطع کیے گئے۔ عنبری شمعیں تیار کی گئیں درختوں کی شکل کی۔ اس پر سنہرے
کام کیے گئے، مشک و عنبر سے نقاشی کی گئی۔ مرصع کار دیبا کے پردے بنائے
گئے۔ جس میں مہر و ماہ کی تصویریں بنائی گئیں، دیبا و حریر کے فرش فروش سے
کمرے آراستہ کیے گئے، حضورؐ کے لیے ہاتھی دانت و آبنوس کا زرنگار تخت بنایا
گیا۔ کنیزوں اور خادموں کے لیے دیبا و حریر کے جوڑے بنے۔ چوبوں کی سجاوٹ
کے لیے گھر میں آبدار منتخب ہوئے، سونے چاندی کی انگیٹھیاں فراہم کی گئیں
جن میں مشک و عنبر کا بخور سلگایا جائے، جڑاؤ پنکھے خادموں اور کنیزوں کے لیے
تیار ہوئے۔

ان اہتمامات کے بعد تاریخ کا تقرر ہوا، وقت معین آیا، چچا نے بھتیجے کو
غسل دیا، حمام سجا، لباس تبدیل کیا گیا۔ عمامہ سرخ پر رکھا، عبائے قباطی پہنائی، پیراہن
نعلین زیب تن کیا۔ نعلین مصری پیروں میں، عصائے شعیب ہاتھ میں،
قریش کو جمع کیا، حمزہ، عباس، آل عبد مناف تلواریں کاندھوں پر رکھے گرد
پیش ہوئے۔ صفیہ زنان عبد المطلب و ہاشم کو لے کر تشریف لائیں۔ دلہن کو
آراستہ کیا، لباسِ سرخ پہنایا، موتیوں کے ہار گلے میں، گوشوارے کانوں میں
خلخال طلائی پیروں میں، سر پہ تاجِ عروسی، کنیزیں زیورات گراں مایہ سے آراستہ
گرد و پیش ستر غلام زریں کمر ہاتھوں میں نقرئی برچھیں لیے آگے آگے۔ بہترین ناقوں
پر طلائی و نقرئی محملیں جن میں ریشمی پردے، زرتار جھولیں، اونٹوں پر عود و عنبر کا بخور
سونے چاندی کی انگیٹھیوں میں۔ جمال نقرئی تازیانے ہاتھوں میں لیے، شعراء
نے قدم قدم پر مدح کے موتی نچھاور کرنے شروع کیے۔ جن میں جناب عباس
حضرتؐ کے چچا اور جناب صفیہ حضورؐ کی پھوپھی کے قصائد ہاشمی خصوصیات اور نبوی

کرامات کے مظہر ہیں۔ جناب صفیہ کے علاوہ بعض اور مخدرات نے بھی قصائد میں اظہارِ منقبت کیا ہے۔ اس شان سے رخصتی ہوئی، ہر ہر قدم پر ام المومنین نے غلاموں اور کنیزوں کو آزاد کرنا شروع کیا۔ اور اسباب جہیز راہِ خدا میں لٹانے لگیں مقصد یہ تھا کہ جیسا میرا شوہر زندگی گزارتا ہے میں بھی بقیہ زندگی ویسی ہی بسر کروں گی۔ صرف ایک غلام میسرہ اور ایک کنیز اسماء کاشانۂ توکل تک پہنچ سکے جن کو حقیقی حریت کا درس سننے کا شرف ملا۔ چار سو غلام زریں کمر سب آزاد کر دیے گئے۔ یہ تھا وہ احتجاج جس نے سیکڑوں انسانوں کو پیامِ آزادی سنایا اور ہزاروں فاقہ کشوں کو سیر کیا۔ درحقیقت ایسے رسول کے لیے ایسی ہی زوجہ موزوں تھی، کہ اطلس و قاقم بیش بہا قالین، دیبا و حریر کا فرش چھوڑ کر خانۂ رسول میں ٹوٹی چٹائی پر لیٹنے آئے۔

ایسی شادی پھر حجاز میں نہ ہوئی نہ کسی اور دختر کو ایسا جہیز نصیب نہ ہوا خصوصیت یہ کہ یہ وہ جہیز نہ تھا جو باپ کا سرمایہ ہو، میراث میں ملا ہو بلکہ اپنا ذاتی تھا۔ غور کرنے کی بات تو یہ ہے کہ اتنا عظیم سرمایہ کیا ہو گیا جو اسی ماں کی بیٹی کا یہ حال ہے کہ جب علی نے پانچسو درم پر زرہ فروخت کی تو دعوت ولیمہ و جہیز کا سامان ہوا) مٹی اور لکڑی کے برتن ملے، خرمہ کی چھال کا بستر نصیب ہوا، چکی دی گئی جو سرمایہ پرستی کے جراثیم کو پیس کر رکھ دے۔

بہرحال ایسا سامان تھا کہ رسولؐ خود اشکبار ہوئے۔ کیوں؟ فقر پر نہیں، وہ تو سرمایہ ہے فخر کا، تبلیغ کے شریک کار کے ہجر تھا کہ ایثار کی یاد سے آنکھیں پُرنم ہیں۔ اس ایک زوجہ کے بجائے اب ازواج ہیں، مگر اخلاص و محبت نہیں، اب وہ کہاں ہے جس کی دولت اسلام کے آڑے وقتوں میں سپر بنے اسوے زائد مہاجرین حبش کے بار کی کفیل بنے۔ شعب ابوطالب کی سہ سالہ قید جس نے

ان حضرات کو ساری دنیا سے الگ کر دیا تھا، درآمد برآمد کے ذرائع مسدود کر دیے تھے، اعزہ تک کوئی سلوک نہیں کر سکتے تھے۔ ایسی حالت میں ایک خاص جماعت کو کس کی دولت نے موت سے ہمکنار ہونے نہیں دیا؟

خدیجہؑ سے حضورؐ کی محبت

یہی وجہ تھی کہ ازداج کی موجودگی ان کی یاد بھلا نہ سکی۔ کیونکہ حضورؐ کی محبت کسی سے نفسانی جذبات کے ماتحت تو تھی نہیں، وہاں تو جس کو جتنی آپ کے فرائض منصبی سے دلچسپی تھی اسی قدر وہ محبوب تھا حضور کو سب سے زیادہ محبت اسلام سے تھی۔ اور اسی کے اصول کی تبلیغ واشاعت کے لحاظ سے آپ کی نظر میں محبت کے درجات قائم تھے۔ اسی اصول کے ماتحت ام المومنین جناب طاہرہ کو اکثر یاد کر کے اشکبار ہوا کرتے تھے۔ ایک بار ایک ضعیفہ حضور کے پاس آئی۔ آپ نہایت محبت سے پیش آئے۔ یہ انداز جناب عائشہ دیکھ کر کیسے مطمئن رہتیں۔ وہ دائرہ ازدواج میں نہ سہی۔ بڑھیا سہی لیکن سوال ہو گیا کہ یہ کون آئی تھی حضورؐ نے فرمایا یہ ہمارے ہاں خدیجہ کے دور میں آیا کرتی تھی۔ اور پرانے تعلقات کو برقرار رکھنا اچھی بات ہے۔

خدیجہؑ کی مدح رسولؐ کی زبان سے

ایک دوسری روایت میں امیر المومنینؑ ناقل ہیں کہ حضورؐ نے ایک دن زمرۂ ازداج میں جناب خدیجہ کو یاد کیا۔ اور رونے لگے۔ بس یہ عائشہ کو کھل گیا۔ جبکہ اور ازداج کو یہ بات بری نہیں لگی۔ بولیں۔ آپ بھی کیا ایک بڑھیا کو یاد کر کے رویا کرتے ہیں۔ جس کے دانت بھی پیرانہ سالی کھا چکی تھی۔ اس کے جواب

میں رسول کو صاف کہنا پڑا کہ تمہارے یہاں کے مرد جب میری تکذیب کر رہے تھے اس وقت انھوں نے میری تصدیق کی تھی۔ اور جب تمہارے مرد کفر کی آلودگی میں آغشتہ تھے وہ ایمان پر تھیں اور ان سے خدا نے مجھے صاحبِ اولاد بنایا جب کہ تم بے نتیجہ ثابت ہوئیں۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ یہ انداز دیکھ کر اس واقعہ کے بعد سے میں نے بارگاہِ رسالت میں تقرب حاصل کرنے کی غرض سے ان کا تذکرہ کرنا شروع کر دیا اسی طرح اس موقع پر بھی جبکہ حضور کی عدم موجودگی میں یہ خاتونِ جنت کی اوقات تمنی میں مصروف تھیں کہ حضرت تشریف لے آئے تو اسی وقت جناب خدیجہ کے فضائل بیان فرمائے۔

حضرت اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جنتی عورتوں میں چار سب سے افضل ہیں۔ جن میں ایک خدیجہؑ دختر خویلد ہیں۔ کبھی فرماتے ہیں کہ صنفِ نسواں میں خدا نے چار عورتوں کو منتخب فرمایا ہے جن میں ایک خدیجہؑ ہیں۔

امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ صدر اسلام میں تین سال تک کوئی رسولِ کریم کا ہمنوا نہ تھا، ایک میں تھا دوسری خدیجہ تھیں۔

آپ کے سابق الاسلام ہونے پر سب متفق ہیں۔

جناب عائشہ خود ناقل ہیں کہ حضور کے سامنے جب خدیجہؑ کا ذکر ہوتا تھا تو بغیر کافی تعریف کیے ہوئے نہیں رہتے تھے۔ فرماتی ہیں دیکھتے دیکھتے ایک بار اس پر میں نے ٹوکا تو سخت ناراض ہو گئے۔

اب مشکل ہوئی۔ خیال کیا کہ جو کچھ نازل ہو چکا ہے وہی کیا کم ہے۔ کہیں کچھ اور نہ نازل ہو جائے۔ میں نے خدا سے عہد کیا کہ اگر حضور کی ناراضگی دور ہو جائے تو پھر تمام عمر بادلِ ناخواستہ سوا تعریف کے دوسری بات نہ کہوں گی۔

خدیجہؑ کی سبقت اسلامی

ام المومنینؑ کی سبقت اسلامی کے متعلق شبلی صاحب لکھتے ہیں کہ بعثت کے بعد سب سے پہلے حضرت خدیجہ کو آپ نے یہ پیغام سنایا وہ سننے سے پہلے مومن تھیں۔ خدا کے محرم راز نے خدا کے اس راز کو سب سے پہلے اپنے محرم راز سے کہا صدیقہ کبریٰ نے فوراً تصدیق کر لی۔

طبری ناقل ہے کہ جب پروردگار عالم کی جانب سے رسولؐ کو حکم ہوا کہ نبوت و رسالت کی نعمت جو تم کو خدا نے دی ہے تم لوگوں سے اس کو بیان کرو۔ حضرت اس حکم کی تعمیل کے لیے تیار ہو گئے۔ لیکن حضرت نے رازدارانہ طور پر پہلے ان لوگوں سے بیان کیا جن پر آپ کو پورا اطمینان تھا۔ اور ان میں یہ راز جس سے سب سے پہلے بیان کیا گیا وہ آپ کی زوجہ محترمہ خدیجۃ الکبریٰ تھیں ....

.... جو سب سے پہلے آپ کی نبوت کی تصدیق کرنے والی آپ پر ایمان لانے والی آپ کی اطاعت و اتباع کرنے والی تھیں۔" اس سے معلوم ہوا کہ مخبر صادق کے منہ سے دعوت کے الفاظ نکلتے ہی صدیقہ کے لب ہائے مطہر سے تصدیق کے الفاظ برآمد ہوئے۔

طبری ناقل ہے کہ جب حضرتؐ وحی الٰہی سے سراپا متاثر ہو کر دولت سرا میں تشریف لائے تو آپ کی اس غیر معمولی انداز کو دیکھ کر جناب صدیقہ نے پوچھا کہ کیا حضورؐ نے کچھ نئے مشاہدات کیے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ ہاں۔ اس کے بعد حضورؐ نے اپنے مشاہدات بیان فرمائے۔ یہ سن کر ام المومنین نے عرض کی۔ اے ابن عم آپ کو بشارت ہو اپنے طریقے پر ثابت قدم رہیئے۔ اس خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں خدیجہ کی جان ہے آپ یقیناً اس امت

کے پیغمبر ہیں۔
طبری کے اس بیان سے شبلی صاحب کے قول کی تصدیق ہوتی ہے کہ وہ پیغام سننے سے پہلے ہی مومن تھیں۔ کیونکہ صرف اظہارِ حال پر آپ نے نبوت کی تصدیق کر دی، ایمان لانے کے لیے آپ کو دعوت نہیں دینا پڑی۔
شہاب الدین احمد قسطلانی مواہب لدنیہ میں لکھتے ہیں کہ سب سے پہلے جو خدا پر ایمان لایا اور تصدیق رسالت کی وہ صدیقۃ النساء خدیجہ ہیں۔
عبد الباقی زرقانی اسکی شرح میں لکھتے ہیں کہ ابن اسحٰق، موسیٰ بن عقبہ، واقدی اموی، امام نووی، ثعلبی، ابن عبد البر، سہیلی اور ابن اثیر سب متفق ہیں کہ تمام جماعت مسلمین میں کوئی مرد یا کوئی عورت حضرت خدیجہ سے قبل اسلام نہیں لائی اسکی عینی شہادت کیلئے طبری کی روایت دیکھیے عفیف ناقل ہیں کہ میں دورِ جاہلیت میں مکہ آیا اور عباس بن عبد المطلب کا مہمان ہوا، جب آفتاب بلند ہوا اور اسکی شعاعیں پھیل گئیں تو میں نے کعبہ کی طرف نظر کی، دیکھا کہ ایک جوان مرد آ رہا ہے، اس نے نگاہ آسمان کی جانب بلند کی پھر کعبہ کا رخ کیا۔ اور اسکی طرف منہ کر کے کھڑا ہو گیا۔ ذرا دیر کے بعد ایک اور جوان آیا اور آکر دا ہنے طرف اس کے کھڑا ہو گیا۔ اس کے ذرا دیر بعد ایک عورت آئی اور وہ ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔ جوان مرد رکوع میں گیا تو ان دونوں نے بھی رکوع کیا۔ اس نے سر بلند کیا تو ان دونوں کا بھی سر بلند ہوا۔ اس کے بعد اس نے پیشانی زمین پر رکھ کر سجدہ کیا، تو ان دونوں نے بھی سر رکھ دیا۔ میں اپنے میزبان کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ عظیم امر میرے پیشِ نظر ہے، میزبان نے جواب دیا یقیناً اہم بات ہے تم کو معلوم ہے یہ کون ہیں؟ میں نے کہا نہیں کیا خبر کون ہیں، عباس میرے میزبان نے جواب دیا۔ یہ عبد اللہ بن عبد المطلب کے بیٹے محمد ہیں، میرے بھتیجے، اور یہ

جانتے ہو کہ یہ جوان ان کے پیچھے کون ہے؟ میں نے کہا نہیں، عباس نے کہا: یہ علیؑ بن ابی طالب بن عبد المطلب میرے بھائی کے بیٹے ہیں۔ پھر عباس نے پوچھا جانتے ہو یہ عورت کون ہے۔ جو ان دونوں کے پیچھے ہے۔ میں نے کہا نہیں، عباس نے کہا یہ خویلد ابن اسد کی بیٹی خدیجہ ہیں جو میرے بھتیجے محمدؐ کی زوجہ ہیں۔

انھوں نے مجھ سے کہا ہے کہ زمین و آسمان کا مالک ہی بس ایک خدا ہے اور اس عمل کی تعلیم انھوں نے ان سب کو دی ہے جو تم دیکھتے ہو۔ اور خدا کی قسم اس وقت تک میرے علم میں سوا ان تین آدمیوں کے زمین پر کوئی دوسرا ایک بھی اس دین پر نہیں ہے۔

ام المومنین کی اولاد

حضرت کی تمام اولاد انھیں سے تھیں، سوا ابراہیم کے، کہ وہ ماریہ قبطیہ کے بطن سے تھے یعنی ازواج میں مدعائے زوجیت کسی سے بھی جناب خدیجہ کے سوا حاصل نہیں ہوا۔ ہاں یہ سبق البتہ دنیا کے مردوں کو دے دیا کہ صرف اچھی نہیں ناہموار بیبیوں کے ساتھ بھی نباہ کرنا چاہیئے۔ اچھے شوہر کا یہ بھی ایک کمال ہے۔ حضرت اگر صرف جناب خدیجہؑ اور ان ہی کی ہم طبیعت ازواج سے عقد فرماتے تو زن و شو کی معاشرتی زندگی کا یہ پہلو عملی حیثیت سے تشنہ رہ جاتا۔

تذکرۂ وفات

ماہ رمضان سنہ ۱۰ نبوی میں وفات پائی جبکہ شعب کی باشقت

سہ سالہ قید سے نجات پائے ہوئے کچھ ہی دن گزرے تھے عمر ۶۵ سال تھی۔ حضورؐ خود قبر میں اترے۔ مقبرہ حجون میں جو کہ جناب عبدالمطلب و ابو طالبؑ کی ابدی آرامگاہ ہے۔ یہ محترمہ بھی سپردِ خاک کی گئیں حضورؐ نے اس سال کا نام "عام الحزن" رکھا۔ بس یہ حضرتؐ کے حزن و ملال کے اندازہ کے لیے کافی ہے۔

طاہرہ کی پاکیزہ ادبیت

آپ کے ادبی کمال کا مظاہرہ نظم کی صورت میں تاریخ کے صفحات پر موجود ہے جن میں آپ نے حضرتؐ کی مدح فرمائی ہے اور رغبت اور شدید میلان کا ثبوت دیا ہے۔

ہم بنظرِ اختصار یہاں قلم انداز کرتے ہیں۔

امامیہ مشن پاکستان

کی ممبری قبول فرما کر نصرتِ اہل بیت علیہم السلام کا فریضہ ادا کیجیے۔

تفصیل چندہ رکنیت

سرپرستانِ مشن۔ کم از کم پانچسو روپے سالانہ رکنیت سے قبل و بعد کا تمام لٹریچر اور ماہنامہ "پیام عمل" عمر بھر
مربیانِ مشن۔ کم از کم ایک سو روپے } تک ارسالِ خدمت کیا جاتا ہے۔

ممبران خصوصی۔ پانچ روپے سالانہ } سال بھر میں شائع ہونے والا اصولی لٹریچر معہ ماہنامہ پیام عمل بلا طلب بلا زائد قیمت بھیجا جاتا ہے۔

مشن کا سالِ کارکردگی یکم اپریل سے ۳۱ مارچ تک محسوب ہوتا ہے۔

رابطہ قائم کرنیکا پتہ۔ جنرل سیکرٹری امامیہ مشن پاکستان۔ اردو بازار لاہور ۲۔